بسلسلۂ غامدیت

محمد رفیق چودھری

کیا قرآن کی صرف ایک ہی قراءت صحیح ہے؟

غامدی صاحب نے اُمت کے جن متفقہ، مُسلّمہ اور اجماعی اُمور کا انکار کیا ہے، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قرآنِ مجید کی (سبعہ وعشرہ) قراءاتِ متواترہ کو نہیں مانتے۔ اُن کے نزدیک قرآن کی صرف ایک ہی قراءت صحیح ہے جو اُن کے بقول 'قراءتِ عامہ' ہے اور جسے علما نے غلطی سے 'قراءتِ حفص' کا نام دے رکھا ہے۔ اس ایک قراءت کے سوا باقی سب قراءتوں کو غامدی صاحب عجم کا فتنہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ پوری قطعیت کے ساتھ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ قرآن کا متن اس ایک قراءت کے سوا کسی دوسری قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب 'میزان' میں لکھتے ہیں کہ

> ''یہ بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قراءت ہے جو ہمارے مصاحف میں ثبت ہے۔ اس کے علاوہ اس کی جو قراءتیں تفسیروں میں لکھی ہوئی ہیں یا مدرسوں میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں، یا بعض علاقوں میں لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں، وہ سب اسی فتنۂ عجم کی باقیات ہیں جن کے اثرات سے ہمارے علوم کا کوئی شعبہ، افسوس ہے کہ محفوظ نہ رہ سکا۔''
>
> (میزان: صفحہ ۳۲، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ

> ''قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر دنیا میں اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے۔ یہ تلاوت جس قراءت کے مطابق کی جاتی ہے، اس کے سوا کوئی دوسری قراءت نہ قرآن ہے اور نہ اُسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے۔'' (میزان: صفحہ ۲۵، ۲۶، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)

پھر آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ

> ''قرآن کا متن اس (ایک قراءت) کے علاوہ کسی دوسری قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا۔''
>
> (میزان: ص ۲۹، طبع دوم، اپریل ۲۰۰۲ء)

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ اقتباسات کے مطابق غامدی صاحب کا موقف یہ ہے کہ

① قرآن کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے۔

② باقی تمام قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔

③ اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت جس قراءت کے مطابق قرآن کی تلاوت کر رہی ہے، صرف وہی قرآن ہے۔

④ قرآن کا متن ایک قراءت (روایتِ حفص) کے سوا کسی دوسری قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا۔

اب ہم ان نکات پر بحث کرتے ہوئے غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ لیں گے:

❶ کیا قرآن کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے؟

غامدی صاحب کا کہنا کہ قرآن کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے، صحیح نہیں ہے کیونکہ اُمتِ مسلمہ قرآنِ مجید کی سبعہ وعشرہ قراءات کو مانتی ہے جس کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

① یہ قراءتیں صحابہ وتابعین سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور رسم عثمانی کی حدود کے اندر ہیں اور اس کے مطابق ہیں اور یہ اجماعِ اُمت سے ثابت ہیں۔

② علوم القرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی تمام اہم کتب میں یہ قراءات بیان کی گئی ہیں جیسے امام بدر الدین زرکشی نے البرهان في علوم القرآن میں اور امام سیوطیؒ نے الإتقان میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو درست مانا ہے۔

③ تمام قدیم وجدید اہم تفاسیر میں ان قراءات کو تسلیم کیا گیا ہے۔

④ عالم اسلام کی تمام بڑی دینی جامعات مثلاً جامعہ ازہر اور جامعہ مدینہ منورہ وغیرہ کے نصاب میں یہ قراءات شامل ہیں☆۔

⑤ اُمت کے تمام مسلمہ مکاتبِ فکر کے دینی مدارس میں یہ قراءات پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

☆ ادارۂ محدث کے تعلیمی ادارے جامعہ لاہور الاسلامیہ میں درسِ نظامی کے ۸ سالہ عرصہ میں ان قراءات کی بھی مکمل اور اعلیٰ ترین تعلیم دی جاتی ہے۔۱۹۹۱ء میں جامعہ ہذا کے ذریعے دینی مدارس میں ایک روایت ساز منصوبے کی طرح ڈالی گئی جس کے بعد درجن بھر مدارس نہ صرف اسی نصابی روایت پر عمل پیرا ہو چکے ہیں بلکہ وفاق المدارس کی طرف سے اس نصاب کو منظور کر کے اس کے تحت امتحانات بھی دیے جاتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

⑥ عرب وعجم کے تمام معروف قراء حضرات کی مختلف 'قراءات' میں تلاوتیں آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں موجود ہیں۔

⑦ عالم اسلام کے درجن بھر ممالک (جن میں مراکش، الجزائر، تیونس، لیبیا اور موریطانیہ وغیرہ شامل ہیں) میں روایتِ حفص کی بجائے روایتِ ورش (امام ورش جو امام نافع بن عبدالرحمٰن کے شاگرد تھے) رائج ہے اور وہ اسی روایتِ ورش کے مطابق قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے قرآن سمجھتے ہیں۔ کیا کروڑوں کی تعداد میں یہ مسلمان 'غیر قرآن' کو قرآن سمجھ بیٹھے ہیں؟ کیا غیر قرآن کو قرآن سمجھ لینے کے بعد وہ مسلمان باقی رہے ہیں یا نعوذ باللہ کافر ہوچکے ہیں؟ کیا اُمتِ مسلمہ کے پاس قرآن محفوظ نہیں؟ جبکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ (الحجر:۹)

''بے شک ہم نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

پھر جب خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے تو ایک ایسی چیز جو قرآن نہیں وہ اُمتِ مسلمہ میں بطورِ قرآن کیسے متعارف، مروّج اور متداول ہے؟

⑧ جس طرح ہمارے ہاں روایتِ حفص کے مطابق مصاحف لکھے اور تلاوت کیے جاتے ہیں، اسی طرح شمالی افریقہ اور بعض دوسرے ممالک میں روایتِ ورش وغیرہ کے مطابق مصاحف لکھے اور تلاوت کیے جاتے ہیں اور وہاں کی حکومتیں بھی سرکاری اہتمام میں روایتِ ورش کے مطابق مصاحف شائع کرتی ہیں۔ حال ہی میں سعودی عرب کے مجمع الملک فہد (مدینہ منورہ) نے بھی لاکھوں کی تعداد میں روایتِ ورش، روایت دُوری اور روایتِ قالون کے مطابق مصاحف متعلقہ مسلم ممالک کے لیے طبع کردیے ہیں☆۔

⑨ اُمتِ مسلمہ کا قولی اور عملی تواتر ہی قراءاتِ متواترہ کے صحیح ہونے کا بین ثبوت ہے۔

⑩ صحیح احادیث⊙ سے بھی ہمیں قرآنِ مجید کی ایک سے زیادہ قراءتوں کا ثبوت مل جاتا ہے:

☆ سعودی حکومت کے شائع کردہ یہ مصاحف ادارۂ محدث کی لائبریری میں موجود ہیں جنہیں حرمین شریفین میں آمد کے موقع پر ان ممالک کے حجاج اور زائرین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

⊙ سبعہ احرف کو ثابت کرنے والی تمام احادیث کی تخریج پر ایک مستقل تفصیلی مقالہ محدث میں شائع ہو چکا ہے جس میں ایسی احادیث کو متواتر ثابت کیا گیا ہے۔ دیکھئے 'محدث' بابت اگست ۱۹۹۳ء ص ۳۳ تا ۶۴

www.KitaboSunnat.com

پہلی حدیث

''حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں نے حضرت ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان اس سے مختلف طریقے پر پڑھتے سنا جس سے میں پڑھتا تھا، حالاں کہ سورۂ فرقان مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں غصے سے اُن پر جھپٹ پڑتا، مگر میں نے صبر کیا اور اُنھیں مہلت دی، یہاں تک کہ اُنھوں نے اپنی قراءت مکمل کر لی۔ پھر میں نے اُن کی چادر پکڑی اور اُنہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے ان کو سورۂ فرقان اس سے مختلف طریقے پر پڑھتے سنا ہے، جس پر آپ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو، پھر حضرت ہشامؓ سے فرمایا کہ تم پڑھو! چنانچہ اُنھوں نے سورۂ فرقان اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے اُن کو پہلے پڑھتے سنا تھا۔ ان کی قراءت سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اُتری ہے۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ تم پڑھو! چنانچہ میں نے (اپنے طریقے پر) پڑھی تو آپؐ نے فرمایا کہ اسی طرح اُتری ہے۔ پھر مزید فرمایا کہ یہ قرآن سات حرفوں (سبعہ احرف) پر نازل ہوا ہے، لہٰذا جس طرح سہولت ہو، اس طرح پڑھو۔'' (صحیح بخاری: رقم ۲۴۱۹، صحیح مسلم: ۸۱۸)

دوسری حدیث

''حضرت اُبی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیلؑ سے رسول اللہ ﷺ ملے تو آپؐ نے ان سے فرمایا: اے جبرائیل! مجھے ایسی اُمت کی طرف بھیجا گیا ہے جو اَن پڑھ ہے۔ پھر ان میں سے کوئی بوڑھا ہے، کوئی بہت بوڑھا، کوئی لڑکا ہے، کوئی لڑکی اور کوئی ایسا آدمی ہے جس نے کبھی کوئی تحریر (کتاب) نہیں پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے مجھے جواب دیا کہ اے محمدؐ! قرآن سات حرفوں (سبعہ احرف) پر اُترا ہے۔'' (جامع ترمذی: ۲۹۴۴)

تیسری حدیث

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل نے پہلے مجھے قرآنِ مجید ایک حرف کے مطابق پڑھایا۔ پھر میں نے کئی بار اصرار کیا اور مطالبہ کیا کہ قرآنِ مجید کو دوسرے حروف (Versions) کے مطابق بھی پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ وہ مجھے یہ اجازت دیتے گئے یہاں تک کہ سات حرفوں (سبعہ احرف) تک پہنچے۔
اس روایت کے راوی امام ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں کہ وہ سات حروف جن کے مطابق

قرآن پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی، ایسے تھے کہ وہ تعداد میں سات ہونے کے باوجود گویا ایک ہی حرف تھے۔ ان کے مطابق پڑھنے سے حلال وحرام کا فرق واقع نہیں ہوتا۔''
(صحیح بخاری:۳۲۱۹، صحیح مسلم:۸۱۹)

چوتھی حدیث

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے سنا جب کہ اس سے پہلے میں نے نبی ﷺ کو اس سے مختلف طریقے پر پڑھتے سنا تھا۔ میں اس آدمی کو نبیؐ کی خدمت میں لے گیا اور آپ کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو میری بات ناگوار گزری ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا:
تم دونوں ٹھیک طرح پڑھتے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کرو، کیونکہ تم سے پہلے جو قومیں ہلاک ہوئیں، وہ اختلاف ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔'' (صحیح بخاری:۳۴۷۶)

ان احادیثِ صحیحہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ قرآنِ مجید کو مختلف لہجات کے مطابق پڑھنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے جو دراصل ایک ہی عربی زبان کے الفاظ کے مختلف تلفظاتؑ Pronounciations تھے جو دنیا کی ہر زبان میں پائے جاتے ہیں۔

❷ کیا ایک کے سوا باقی تمام قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں؟

غامدی صاحب کے موقف کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی ایک قراءت کے سوا باقی تمام قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔ غالبًا یہ نکتہ (بلکہ اسے 'حربہ' کہنا زیادہ موزوں ہے) غامدی صاحب نے جناب پرویز صاحب سے سیکھا ہے جو تمام احادیث کو عمر بھر عجمی سازش کا نتیجہ قرار دیتے رہے۔ اب اُنہی کے انداز میں غامدی صاحب نے بھی قرآن مجید کی ایک قراءت کے سوا باقی سب قراءتوں کو عجم کا فتنہ قرار دے ڈالا ہے۔

غامدی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس 'روایتِ حفص' کو وہ 'قراءتِ عامہ' کا جعلی نام دے کر صحیح مان رہے ہیں وہ دراصل امام عاصم بن ابی النجودؒ کی قراءت ہے جس کو امام ابو حفص نے اُن سے روایت کیا ہے اور خود امام عاصم بن ابی النجود عربی النسل نہیں بلکہ عجمی النسل تھے۔ چنانچہ امام بدر الدین زرکشیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب البرهان في علوم القرآن میں پہلے سبعہ قراء (سات مشہور قراء حضرات) کے یہ نام لکھے ہیں:

① عبداللہ بن عامر شامی (م۱۱۸ھ) ② عبداللہ بن کثیر مکی (م۱۲۰ھ)
③ عاصم بن ابی نجود (م۱۲۸ھ) ④ ابوعمرو بن علاء بصری (م۱۵۴ھ)
⑤ حمزہ بن حبیب الزیات (م۱۵۶ھ) ⑥ نافع بن عبدالرحمٰن (م۱۶۹ھ)
⑦ علی بن حمزہ کسائی اسدی (م۱۸۹ھ)

اور اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ

وليس في هؤلاء السبعة من العرب إلاَّ ابن عامر و أبو عمرو

''اور ان ساتوں میں سوائے ابن عامر اور ابوعمرو کے کوئی بھی عربی النسل نہیں۔''

(البرہان: جلد اوّل، صفحہ ۳۲۹، طبع بیروت)

اب غامدی صاحب اگر عربی النسل قراء کی قراءتوں کو 'عجم کا فتنہ' کہہ کر اُن کا انکار کرسکتے ہیں تو وہ ایک عجمی قاری کی قراءت (امام عاصمؒ کی قراءت جس کی روایت امام حفصؒ نے کی ہے اور جسے غامدی صاحب 'قراءتِ عامہ' کا نام دے کر صحیح مانتے ہیں) کو کس دلیل سے صحیح مانتے ہیں؟ اگر عربی قراءتیں محفوظ نہیں رہیں اور وہ عجم کے فتنے کا شکار ہوگئی ہیں تو ایک عجمی قراءت عجم کے فتنے سے کیسے محفوظ رہ گئی؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ متواتر قراءتیں عجم کا فتنہ نہیں ہیں بلکہ غامدی صاحب خود عجم کا فتنہ ہیں۔

۳ اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت جس قراءت کے مطابق قرآن کی تلاوت کررہی ہے، کیا صرف وہی قرآن ہے؟

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت جس قراءت کے مطابق قرآن کی تلاوت کررہی ہے، صرف وہی قرآن ہے۔ عظیم اکثریت کی بنا پر قرآن کی ایک ہی قراءت ہونے کا دعویٰ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ دنیائے اسلام میں چونکہ حنفی فقہ کے پیروکاروں کی اکثریت ہے، اس لیے صرف فقہ حنفی ہی صحیح فقہ ہے اور صرف یہی اسلامی فقہ ہے اور باقی تمام فقہیں فتنۂ عجم کے باقیات ہیں۔ ظاہر ہے ایسا دعویٰ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو یا تو احمق ہو، یا انتہائی درجے کا متعصب ہو یا پھر فتنہ پرور ہو۔

www.KitaboSunnat.com

④ کیا قرآن کا متن ایک قراءت کے سوا کسی اور قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا؟

اب ہم غامدی صاحب کے موقف کے اس نکتے پر بحث کریں گے کہ کیا قرآن کا متن ایک قراءت کے سوا کسی دوسری قراءت کو قبول کرتا ہے یا نہیں؟

غامدی صاحب کا یہ موقف ہرگز صحیح نہیں ہے کہ قرآن کا متن ایک روایتِ حفص کے سوا کسی دوسری قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے متن میں تمام قراءاتِ متواترہ کی گنجائش موجود ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ موجودہ مصاحف کے قرآنی الفاظ رسم عثمانی کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ اس رسم الخط کی خوبی اور کمال یہی ہے کہ اس میں تمام قراءاتِ متواترہ (سبعہ وعشرہ) کے پڑھنے کا امکان موجود ہے اور یہ ساری قراءات حضرت عثمان کے اطرافِ عالم میں بھیجے ہوئے نسخوں کے رسم الخط میں سما جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر سورۂ فاتحہ کی آیت ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کو لیجیے۔ اسے رسم عثمانی میں (بغیر اعراب اور نقطوں کے) یوں لکھا گیا تھا: ملك ىوم الدىں

اس آیت میں لفظ ملك کو مٰلِكِ اور مَلِكِ دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے اور یہ دونوں قراءتیں متواترہ ہیں۔ روایتِ حفص میں اسے مٰلِكِ (میم پر کھڑا زبر) اور روایتِ ورش میں اسے مَلِكِ (میم پر زبر) کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ حجاز میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی مفہوم کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ یعنی روزِ جزا کا مالک یا روزِ جزا کا بادشاہ۔ بادشاہ بھی اپنے علاقے کا

☆ یہاں یاد رہنا چاہئے کہ قرآن کریم میں کسی بھی قراءت کے مستند ہونے کے لئے یہ شرط بنیادی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ قراءات کی مشہور کتاب 'شاطبیہ' کی شرح 'عنایاتِ رحمانی' کے مؤلف قاری فتح محمد لکھتے ہیں اور یہی بات امام القراء محی الاسلام عثمانی پانی پتی نے اپنی کتاب 'شرح سبعہ قراءت' میں بھی لکھی ہے کہ

"① جو قراءت عربیت کے موافق ہو اگرچہ یہ موافقت بوجہٍ ہو، ② مصاحفِ عثمانیہ میں سے کسی ایک کے مطابق ہو خواہ یہ مطابقت احتمالاً ہو، ③ متواتر ہو...... وہ قراءتِ صحیحہ اور ان احرفِ سبعہ میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا۔ مسلمانوں کا اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ (ج۱ص۱۰۳) اور اگر تینوں میں سے کسی شرط میں خلل آجائے تو وہ قراءت شاذہ، ضعیف یا باطل ہوگی۔ حافظ ابو عمرو عثمان دانیؒ، ابو العباس احمد بن عمار مہدوی، ابو محمد مکی اور حافظ ابو شامہ وغیرہ متقدمین کا یہی موقف ہے۔ (عنایاتِ رحمانی: ج۱ص۱۶) مزید تفصیلات کیلئے المنجد المقرئین: ص۱۵، ۱۶، ۱۹، لطائف الاشارات ۱/۶۹، الابانہ: ص۵۷تا۵۹، ۶۲، ۱۰۰ ح م

www.KitaboSunnat.com

مالک ہی ہوتا ہے۔قرآنِ مجید کے نظائر سے بھی ان دونوں مفاہیم کی تائید ملتی ہے۔ اس طرح قراءات کا یہ اختلاف اور تنوع قرآنِ مجید کے رسم عثمانی سے ہی ثابت☆ ہوتا ہے۔

اب مذکورہ لفظ **ملك** کے رسم عثمانی پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ غامدی صاحب کی رائے کے برعکس اس قرآنی لفظ کا متن روایتِ ورش (مَلِكِ) کو زیادہ قبول کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں روایتِ حفص کو کم قبول کرتا ہے۔ پہلی قراءت (روایتِ ورش) میں اسے بغیر تکلف کے ملك کو مَلِكِ پڑھا جاسکتا ہے۔ اور دوسری قراءت (روایتِ حفص) میں اسے تھوڑے سے تکلف (کھڑا زبر) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

پہلی دلیل

اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ یہی لفظ جب سورۃ الناس کی دوسری آیت میں آتا ہے تو رسم عثمانی کے مطابق اس طرح آتا ہے: ﴿ملك الناس﴾ اور سب اسے ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ پڑھتے ہیں جو کہ متن کے بالکل قریب ایک صحیح قراءت ہے اور اسے کوئی بھی مٰلِكِ (کھڑے زبر کے ساتھ) نہیں پڑھتا۔ لہٰذا سورۃ الفاتحہ میں بھی مٰلِكِ کو مَلِكِ پڑھنے کی پوری پوری گنجایش موجود ہے اور روایتِ ورش کے مطابق یہ بالکل جائز اور درست ہے۔

دوسری دلیل

اس کی دوسری دلیل سورۂ ہود کی آیت نمبر ۴۱ کے لفظ **مَجْرِهَا** میں ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَمُرْسٰهَا﴾ جسے رسم عثمانی میں یوں لکھا گیا ہے: **بسم الله محرها و مرسها**

اس میں لفظ **مجرها** کو قراءاتِ متواترہ میں تین طرح سے پڑھا جاتا ہے:

مجرها	**اصل رسم عثمانی**
① مَجْرٰىهَا	ایک متواتر قراءت کے مطابق
② مُجْرِيْهَا	دوسری متواتر قراءت کے مطابق
③ مَجْرٰٮهَا	تیسری متواتر قراءت (روایتِ حفص) کے مطابق

اس سے معلوم ہوا کہ رسم عثمانی کے مطابق لکھا ہوا یہ لفظ محرها جو کہ قرآن کا اصل متن ہے، وہ تینوں متواتر قراءتوں کو قبول کرلیتا ہے اور اسے تینوں طریقوں سے پڑھنے کی گنجائش

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔ بلکہ اہل علم جانتے ہیں کہ ان میں پہلی دو قراءتیں تیسری قراءت (روایتِ حفص) کے مقابلے میں زیادہ متداول اور زیادہ فصیح عربی کے قریب ہیں۔ کیونکہ یہی لفظ جب مشہور جاہلی شاعر عمرو بن کلثوم کے معلّقے میں آتا ہے:

صبنت الكأس عنا أمّ عمرٍو
وكان الكأسُ مجراها اليمينا

تو اس شعر کے لفظ مجراها کو بھی عام طور پر مَجْرٰهَا پڑھا جاتا ہے۔ اسے روایت حفص کی طرح کوئی بھی مَجْرَ ے هَا نہیں پڑھتا۔

تیسری دلیل

غامدی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ خود روایتِ حفص (جسے وہ قراءتِ عامہ کا نامانوس نام دیتے ہیں) میں بھی قرآنِ مجید کے کئی الفاظ کی دو دو قراءتیں درست ہیں۔ گویا ایک ہی قراءت (روایتِ حفص) میں بھی بعض قرآنی الفاظ کو دو دو طریقوں سے پڑھا جاسکتا ☆ ہے اور پڑھا جاتا ہے۔ جیسے:

الف) سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۴۵ میں ہے:﴿وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ﴾
یہاں لفظ يَبْصُطُ کو دیگر قراءتوں میں يَبْسُطُ بھی پڑھا جاتا ہے جس کے لیے ہمارے ہاں کے مصاحف میں حرف صاد کے اوپر چھوٹا 'س' ڈال دیا جاتا ہے۔

ب) سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۴ میں ہے:﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً...﴾ میں روایتِ حفص میں ہی ضُعْفٍ کے تینوں الفاظ کو ضَ کے زبر کے ساتھ ضَعْفٍ پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ اس کا تذکرہ ہر قرآن مجید کے حاشیہ پر موجود ہوتا ہے۔

ج) سورۃ الطّور کی آیت نمبر ۳۷ میں ہے: ﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ﴾ میں لفظ الْمُصَيْطِرُوْنَ کو الْمُسَيْطِرُوْنَ بھی پڑھا جاتا ہے۔ روایت حفص میں 'ص' اور 'س' دونوں طرح منقول ہے۔

☆ روایتِ حفص میں يَبْصُطُ کو صرف س کے ساتھ ہی پڑھا جاسکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس وضاحت کے بعد کیا کوئی شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ قرآن کا متن ایک قراءت کے سوا کسی اور قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا؟ ایسا دعویٰ صرف وہی آدمی کرسکتا ہے جو علم قراءات سے نابلد اور رسم عثمانی سے بے خبر ہو اور جس نے کبھی آنکھیں کھول کر قرآن کے متن کو نہ پڑھا ہو۔

دراصل قراءاتِ متواترہ کا یہ اختلاف دنیا کی ہر زبان کی طرح تلفظ اور لہجے کا اختلاف ہے۔ ان سے قرآنِ مجید میں کوئی ایسا ردّ و بدل نہیں ہوجاتا جس سے اس کے معنی اور مفہوم تبدیل ہوجائیں یا حلال حرام ہوجائے بلکہ اس کے باوجود بھی قرآن قرآن ہی رہتا ہے اور اس کے نفس مضمون میں کسی قسم کا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

خود ہماری اُردو زبان میں اس کی مثالیں موجود ہیں:

١۔''پاکستان کے بارہ میں'' یا ''پاکستان کے بارے میں''

٢۔''ناپ تول'' یا ''ماپ تول''

٣۔''خسر'' یا ''سسر''

یہ 'بارہ' اور 'بارے' دونوں درست ہیں۔ یہ تلفظ اور لہجے کا فرق ہے، مگر معنی کا فرق نہیں ہے۔ اسی طرح انگلش کا لفظ Schedule ہے۔ اس کے دو تلفظ 'شیڈول' اور 'سیکجوئل' ہیں اور دونوں درست ہیں، Cosntitution کو کانسٹی ٹیوشن اور کانسٹی چوشن بھی پڑھتے ہیں اور یہ بھی محض تلفظ اور لہجے کا فرق ہے، کوئی معنوی فرق نہیں ہے۔ بالکل یہی حال قرآنِ مجید کی مختلف قراءاتِ متواترہ کا ہے۔

قارئین محدث کے لئے خوشخبری

'محدث' کے باقاعدہ قارئین جانتے ہیں کہ اس ماہنامہ میں عرصۂ دراز سے جاوید احمد غامدی کے افکار ونظریات پر تحقیق وتنقید کا سلسلہ جاری ہے جن میں بالخصوص اگست ٢٠٠١ء اور جون ٢٠٠٥ء میں محدث کی دو خصوصی اشاعتیں اور اسی موضوع پر ١٩٩١ء سے تسلسل کے ساتھ شائع ہونے والے بیسیوں مضامین قابل مطالعہ ہیں۔

گذشتہ سال جون ٢٠٠٦ء سے جناب چودھری محمد رفیق صاحب نے، جو غامدی صاحب کے دیرینہ ہم دم وہم نشین بھی رہے ہیں، ان کے نظریات پر باقاعدگی کے ساتھ نقد ونظر کا سلسلہ شروع کیا جسے کافی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ہمارے قارئین کے لئے یہ خبر انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ چودھری صاحب کے محدث میں شائع ہونے والے مضامین پر مشتمل کتاب شائع ہوکر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ کتاب کی ضخامت ٢٧٠ صفحات ہے اور قیمت ١٧٠ روپے ہے جسے ادارۂ محدث سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد رفیق چودھری کی طرف سے

جناب جاوید احمد غامدی کو مناظرے کا چیلنج

پاکستان کے مسلمہ مسالک کے کوئی سے تین معتمد علماے کرام کی منصفی میں لاہور کے کسی بھی میڈیا یا فورم پر درج ذیل دس (۱۰) مسائل پر مجادلۂ احسن کا چیلنج دیا جاتا ہے

① اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے یا نہیں؟

② کیا حدیث سے دین میں کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ نہیں ہوتا؟

③ کیا اسلام میں دو جرائم (قتل اور فساد فی الارض) کے سوا کسی اور جرم میں قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی؟

④ کیا شریعت میں شادی شدہ زانی کی سزا سنگساری ہے یا نہیں؟

⑤ کیا کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے یا نہیں؟

⑥ کیا کوئی مفتی کسی گمراہ شخص کی تکفیر کرنے کا مجاز نہیں۔

⑦ کیا موجودہ دور میں کفار کے خلاف جہاد وقتال کا شریعت میں جواز ہے؟

⑧ کیا مسلمان عورت کے لیے دوپٹہ پہننا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

⑨ کیا سنت حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہوتی ہے یا حضرت محمد ﷺ سے؟

⑩ کیا قرآنِ مجید کی صرف ایک ہی قراءت درست اور جائز ہے؟

تاریخ ۲۰/جولائی ۲۰۰۷ء

www.KitaboSunnat.com